جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان

امریکی جنرل میک کرسٹل کا اصولی اعتراض

ایک سپاہی کو اعلیٰ سویلین اور عسکری قیادت کے فیصلوں سے اختلاف کرنے کا پورا حق حاصل ہے لیکن اس کا ایک اصول اور طریق کار متعین ہے۔ جس طرح سے جنرل میک کرسٹل نے اپنے اختلافات کا اظہار کیا ہے' اس کی ایک اعلیٰ فوجی افسر سے توقع نہیں کی جا سکتی۔ شاید حالات کی تلخی کے سبب ان کے اعصاب شل ہو چکے ہیں اور وہ اپنی قوت فیصلہ سے محروم ہو چکے ہیں جیسا کہ ان کے ایک قریبی ساتھی نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ''ان میں ایسے سخت ترین حالات میں سب کو ساتھ لے کر کام کرنے کی صلاحیت نہ تھی۔ ایک مخصوص گروپ کے ساتھ کام کرتے تھے اور کثیر مقدار میں شراب نوشی نے ان کے اعصاب پر برا اثر ڈالا ہوگا'' لیکن اس واقعہ کے پس منظر میں کئی اور حقائق پوشیدہ ہیں جن کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ صدر اوبامہ نے صدارتی انتخابی مہم کے دوران دو وعدے کئے تھے' پہلا یہ کہ وہ افغانستان میں جاری بے مقصد اور ظالمانہ جنگ کو ختم کرتے ہوئے وہاں سے فوجیں نکال لیں گے اور مسئلہ کشمیر کا منصفانہ حل تلاش کریں گے لیکن قصر صدارت میں پہنچتے ہی وہ ان وعدوں سے منحرف ہو گئے۔ عسکری اعلیٰ قیادت اور دفاعی اسلحہ ساز لابی کے دباؤ میں آ کر انہوں نے افغانستان کے مسئلہ کو عسکری طاقت کے بل بوتے پر حل کرنے کی راہ اختیار کی حالانکہ وہ آسانی سے یہ کہہ سکتے تھے کہ ''صدر بش نے افغانستان میں کارروائی مکمل کر لی ہے' لہٰذا میں نے افغانستان سے فوجیں واپس بلانے کا فیصلہ کیا ہے۔''

یقیناً اس فیصلے کو نیٹو اور امریکی عوام پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے۔ دوسری جانب مسئلہ کشمیر کے حل کے سلسلے میں بھارتی لابی نے ان پر اس قدر دباؤ ڈالا کہ انہوں نے رچرڈ ہالبروک کی ذمہ داریاں صرف افغانستان اور پاکستان کے معاملات تک ہی محدود رکھیں۔

بلاشبہ جنرل میک کرسٹل اپنی ناکامیوں پر دل برداشتہ تھے کیونکہ وہ ان توقعات پر پورا نہ اتر سکے تھے جو ان سے وابستہ تھیں جیسا کہ جنرل پیٹریاس نے عراق میں کامیابیاں حاصل کی تھیں' حالانکہ افغانستان اور عراق کے حالات میں بہت فرق ہے۔ جنرل پیٹریاس نے عراق میں نسلی اور فروعی اختلافات کو ہوا دے کر شیعہ سنی آبادی کے مابین

تفریق پیدا کی جس سے نسلی اور فروعی فسادات اور ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ شروع ہوا۔ سنی مزاحمت کاروں کو بھاری رشوت دے کر مزاحمت کو کمزور کیا۔ اور مرضی کی حکومت بنانے میں کامیاب ہوئے۔ اس کے برعکس افغانستان میں کسی قسم کے نسلی اور فروعی اختلافات نہیں ہیں۔ یہاں پختون اکثریت بیرونی جارح قوتوں سے برسرپیکار ہے اور شمالی اتحاد جو کہ اقلیتوں پر مشتمل ہے۔ امریکی ٹینکوں پر سوار ہو کر افغانستان پر قابض ہوا اور اب جارح قوتوں کے ہمراہ وہ بھی شکست سے دوچار ہے۔ افغانی جہادیوں نے یہ جنگ جیت لی ہے اس لئے قیام امن کے شرائط طے کرتے ہوئے اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا از بس لازم ہے۔ ڈیوڈ ملی بینڈ نے بالکل صحیح رائے دی ہے کہ ''حقدار قبائل اور نسلی گروہوں کو سیاسی عمل میں کلیدی کردار سونپا جانا چاہیے اور قیام امن کے حوالے سے غالب آنے والے فاتحین کو اقتدار میں شامل کیا جانا نہایت ضروری ہے۔

جنرل میک کرسٹل کی ناکامی کا اعتراف دراصل اوبامہ کی جیت ہے کیونکہ صدر اوبامہ نے اپنے فوجی جرنیلوں کو کھل کر جوہر دکھانے کے مکمل اختیار دیئے تھے۔ مگر اب وہ بھی ہمت ہار چکے ہیں اور فوجیں نکالنے کی حکمت عملی اختیار کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ انہیں اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ عسکری طاقت کے ذریعے افغانستان کو مغلوب نہیں کیا جاسکتا۔ اس آٹھ سالہ طویل ''ظالمانہ اور بے مقصد جنگ کو پرامن طریقے سے ختم کرنے کے لئے امریکہ کو چاہیے کہ سیاسی عمل شروع کرے اور اس سلسلے میں مناسب اور بروقت اقدامات اٹھائے۔ پہلے قدم کے طور پر طالبان کے ساتھ گفت وشنید کی راہ اپنائی جانی چاہیے۔ تاکہ باہمی اعتماد کے فقدان کا خاتمہ ہو اور بنیادی مسائل رضامندی سے حل کئے جائیں مثلاً: قابض فوجوں کے افغانستان سے انخلاء کے ٹائم فریم کا تعین' فائر بندی کا اعلان' طالبان کی تحریک آزادی پر عائد پابندیوں کا خاتمہ' نئے نظام قائم کرنے کے عزم سے سیاسی سمجھوتے کی راہیں ہموار کرنا۔ یہ ایسے اقدامات ہیں جو اگر خوش اسلوبی سے طے نہ کئے گئے تو ان کے انتہائی مہلک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

کرزئی حکومت طالبان سے گفت وشنید کے سلسلے میں کردار ادا کر سکتی ہے۔ طالبان لوئی جرگہ بلانے پر رضامند ہو کر قومی حکومت کی تشکیل اور مستقبل کے سیاسی ڈھانچے کے لئے نیا آئین بنانے پر متفق ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں دیگر اہم اور توجہ طلب مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

☆ افغانستان کی آزادی کے بعد امریکہ اور افغانستان کے تعلقات کی نوعیت کیا ہوگی۔

☆ مستقبل کی افغان حکومت کو دنیا کے تمام ممالک کے ساتھ سفارتی' اقتصادی اور سماجی وثقافتی تعلقات قائم کرنے کی آزادی حاصل ہو۔

☆ دیگر ممالک کے خلاف افغان سرزمین استعمال نہ ہونے کی ضمانت۔

☆ اقوام متحدہ' امریکہ' نیٹو اور روس کی جانب سے افغانستان میں جنگ کی تباہ کاریوں کا معاوضہ ادا کرنے اور

تعمیرنو کے لئے مناسب منصوبہ بندی کا وعدہ۔

اسی (۸۰) کی دہائی میں پاکستان کے افغانستان کے ساتھ بہترین دوستانہ تعلقات قائم تھے۔لیکن افغانیوں کے اعتماد کو اس وقت ٹھیس پہنچی جب ۱۹۹۰ء میں پاکستان نے آئی ایس آئی کو امریکی دباؤ پر افغانستان کے معاملات سے الگ کردیا۔دوسرے مرحلے میں آئی ایس آئی کے وہ اہم عہدیدار جن کے مجاہدین کے ساتھ اچھے مراسم تھے' انہیں ہٹادیا گیا۔لیکن پاکستان کی سلامتی کو سخت خطرہ اس وقت لاحق ہوا جب ۲۰۰۳ء میں جنرل مشرف نے آئی ایس آئی سمیت دیگر ملکی ایجنسیوں کو سوات' دیر' باجوڑ' فاٹا اور بلوچستان کے سرحدی علاقوں میں کام کرنے سے روک کر یہ علاقے امریکی سی آئی اے کے حوالے کردیئے اور اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے افغانستان میں قائم بھارتی جاسوس ادارے بھی اس کے ساتھ مل گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارا تمام سرحدی علاقہ غیر ملکی جاسوس ایجنسیوں کی آماجگاہ بن کر رہ گیا۔ان غیر ملکی جاسوسی ایجنسیوں کی سازشی کارروائیوں کی وجہ سے ملک میں انتشار پھیلا' یہاں تک کہ پشاور اور اسلام آباد کو شدید خطرات لاحق ہوگئے تھے۔اور بلوچستان میں تو باقاعدہ بغاوت کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔

یہ حالات پاکستان کی سلامتی کے لئے شدید خطرات کا باعث تھے' ۲۰۰۸ء میں قائم ہونے والی نئی حکومت نے ان علاقوں میں حکومت کی عملداری قائم کرنے کے لئے عسکری طاقت کے ذریعے سوات' دیر' باجوڑ اور جنوبی وزیرستان کے علاقوں کو دہشت گردوں اور عسکریت پسندوں سے پاک کرنے کے لئے فوجی آپریشن کا فیصلہ کیا۔پاک آرمی کی کارروائی کی کامیابی کا دارومدار انٹیلی جنس اداروں کے اشتراک اور مکمل تعاون سے ہی ممکن تھا اور یہ سب اسی وقت ممکن بنایا جاسکتا ہے جب اپنے تمام علاقوں کو امریکی سی آئی اے 'را' موساد کے اثرات سے پاک نہ کردیا جاتا۔ اب ان علاقوں میں ہماری انٹیلی جنس ایجنسیوں نے مکمل کنٹرول حاصل کرلیا ہے۔فوجی آپریشن کی کامیابی کے لئے یہ بے حد ضروری قدم تھا اور یہی وجہ ہے کہ ان پر عسکریت پسندوں کے ساتھ روابط کے الزامات عائد کئے جارہے ہیں۔ اس کامیابی کے باوجود میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ افغان طالبان اور ہماری انٹیلی جنس ایجنسیوں کے مابین باہمی اعتماد کے فقدان کو کم کرنے میں کوئی مدد ملی ہے کہ نہیں۔طالبان' ملا عمر کی قیادت میں مکمل طور پر متحد ہیں اور ملا عمر ہماری وعدہ خلافیوں کے باوجود پاکستان کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں۔لیکن ان کی زیر قیادت نوجوان طالبان' حکومت پاکستان' پاکستانی افواج اور آئی ایس آئی کو قابل اعتماد نہیں سمجھتے۔اس لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ پاکستان کے لئے امریکہ اور طالبان کو مذاکرات کی میز پر لانے کے لئے کون سا راستہ کھلا ہے اور خصوصاً غیر ملکی افواج کے افغانستان سے انخلاء کے بعد قیام امن کے حوالے سے پاکستان کو جو کلیدی کردار ادا کرنا ہے وہ کس طرح ممکن ہوگا۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ افغانستان میں حکومت کی تبدیلی اور قیام امن کے مسئلہ پر پاکستان نے وہی موقف اختیار کیا ہے جو امریکہ کا ہے یعنی' افغانستان میں ایسی حکومت قائم ہو جس پر طالبان کی اجارہ داری نہ ہو اور اس حکومت

کو تمام پڑوسی ممالک کی حمایت بھی حاصل ہو۔''

یہ کمزور اور غیر حقیقت مندانہ موقف ہے۔ طالبان جنگ جیت چکے ہیں اور انہیں کو حکومت بنانے کا حق ہے۔ انہیں ماضی میں بھی دھوکہ دیا گیا جب سوویت یونین کی فوج پسپا ہوئی تو انہیں اقتدار سے دور رکھا گیا۔ پھر ۲۰۰۱ء میں جب نئی حکومت بنائی گئی تو دوبارہ طالبان کو اقتدار میں حصہ نہ ملا۔ اب تیسری بار انہیں دھوکہ دینے کی سازشیں ہو رہی ہیں لیکن اس بار طالبان دھوکے میں نہیں آئیں گے۔ لہٰذا حکومت پاکستان کو سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا ہوگا ورنہ افغانستان میں امن کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں گی۔ اور پاکستان کی مشکلات میں اضافہ ہوگا۔

جنرل میک کرسٹل آپ کا شکریہ کہ آپ نے افغانستان سے امریکی فوجوں کے انخلاء کے سلسلے میں آسانیاں پیدا کر دی ہیں اور ''افغانستان کے پہاڑوں کی چٹانوں سے پتھر لڑھکنا شروع ہو گئے ہیں۔'' اگر میری یادداشت ٹھیک ہے تو شاید آپ ہی نے چند سال قبل کہا تھا کہ: ''افغانستان کی ہر چیز سخت ہے خواہ وہ افغانستان کے پہاڑ ہوں' افغانی عوام ہوں یا ان کی قوت مزاحمت'' واقعی آپ نے درست کہا تھا۔

مولانا محمد ابراہیم فانیؔ
مدرس جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک

ماہِ صیام

خیر و برکت کا مہینہ آفریں ماہِ صیام
تحفۂ رحمان بہر مومنیں ماہِ صیام

اس مہینے میں ہوا نازل کتابِ آخریں
مژدۂ رحمت برائے مذنبیں ماہِ صیام

واسطے یہ امت احمدؐ کے ہے انعام خاص
روح پرور دلکشا و دلنشیں ماہِ صیام

کیسے پرانوار ہیں ساعات رمضاں یا عجب
ہے مکمل سر بسر نورِ مبیں ماہِ صیام

اس کا ہر لمحہ ہے وجد و شوق میں ڈوبا ہوا
باعث صد ناز دیں شرع متیں ماہِ صیام

خود حضور پاکؐ کا فرمان ہے شہر عظیم
اس کے بارے میں ہے فانی کیا حسیں ماہِ صیام